شریعت پر عمل پیرا ہوں اور اللہ کی طرف بار بار رجوع کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶؍جون ۱۹۸۰ء بمقام مسجد احمدیہ اسلام آباد)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

ابھی طبیعت خراب چلی جارہی ہے۔شکر کا نظام جو درہم برہم ہوا تھا وہ بھی ٹھیک نہیں ہو رہا۔ انفیکشن بھی ہے اور گرمی بھی ہے۔ گرمی میری بیماری ہے اس میں بھی شوگر کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ آج تو یہ کیفیت تھی کہ ساڑھے بارہ، پونے ایک بجے تک میں نے یہ فیصلہ نہیں کیا تھا کہ جمعہ کے لئے آؤں گا یا نہیں کیونکہ صبح پہلے بلڈ پریشر نچلا بہت گر گیا پھر وہ ٹھیک ہوا تو اوپر والا بہت بڑھ گیا۔ اس سے طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے۔ دوست دعا کریں اللہ تعالیٰ جلد شفا دے۔ سامنے ایک لمبا سفر بھی ہے خدا کے دین کے لئے، بنی نوع انسان کی ہمدردی میں۔ اللہ تعالیٰ اس کی ذمہ داریاں نباہنے کی بھی توفیق عطا کرے۔

بندے کا اپنے پیدا کرنے والے رب سے ایک ایسا رشتہ ہے جسے اکثر لوگ بھول جاتے ہیں۔ جو یاد رکھتے ہیں وہ بھی کبھی تو یاد رکھتے ہیں اور کبھی بھول جاتے ہیں۔ انسان کا اپنے رب کریم سے جو رشتہ ہے اگر انسان کو وہ ہر وقت یاد رہے تو ہر قسم کی برائیوں اور غفلتوں اور کوتاہیوں سے بچنے کے سامان پیدا ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:- رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا۔ (بنی اسرآئیل :۲۶) تمہارا

رب تمہیں، تمہارے نفسوں کو، تمہارے ظاہر و باطن کو، تمہارے اندرونے کو، تمہارے خیالات کو، تمہاری خواہشات کو، تمہاے منصوبوں کو، اور اسی طرح جب تم دوسروں سے چالاکیاں کرنے لگتے ہو تو تمہاری ان چالاکیوں کو سب سے بہتر جانتا ہے۔ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوْسِكُمْ یہ ایک بڑا اہم رشتہ ہے جو ایک بندے کا اپنے رب سے ہے۔

سب سے قریب کا تعلق مرد کا بیوی کے ساتھ اور بیوی کا خاوند کے ساتھ ہوتا ہے لیکن بعض لوگ بڑی باتوں میں بھی اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی اکثر چھپا جاتے ہیں۔ بہت سی چیزیں خاوند بیوی سے چھپا جاتا ہے۔ بدنیتی سے نہیں، اس کو تکلیف دینے کے لئے نہیں، ویسے ہی چھپا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض چیزیں بیوی خاوند سے چھپا جاتی ہے بعض دفعہ حیا کی وجہ سے کوئی چیز نہیں بتاتی۔ اس چھپانے میں بدنیتی نہیں ہوتی حیا ہوتی ہے۔ الغرض سب سے قریب جو رشتہ ہے اس میں بھی نہیں کہا جاسکتا کہ خاوند بیوی کو کلی طور پر سمجھ رہا ہے اور نہ بیوی ہی یہ دعویٰ کرسکتی ہے۔ بچہ ماں کی گود میں پلتا ہے لیکن وہ بھی بہت ساری باتیں اپنی ماں سے چھپا لیتا ہے۔ گھر میں بھی بہت سی ایسی باتیں ہوتی ہیں جو بچوں سے چھپی ہوتی ہیں۔ ماں باپ نہیں بتاتے انہیں وہ باتیں۔ ان کا علم نہیں ہوتا انہیں۔ جو دور کے رشتے ہیں ان میں تو بہت کچھ چھپا ہوتا ہے لیکن ایک ایسی ہستی ہے جس سے کوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں ہر چیز اور ہر بات ہر وقت اس کی نگاہ اور علم میں ہے۔

اگر یہ عظیم ہستی یعنی اللہ تعالیٰ صرف گرفت کی صفات اپنے اندر رکھتا، صرف سزا دینا اس کی صفت ہوتی معاف کرنا اس کی صفت نہ ہوتی یا اگر وہ علم رکھتا اور ربوبیت کی صفت اس میں نہ ہوتی تو ایسے علم کے نتیجہ میں انسان کو نقصان پہنچ جاتا۔ فائدے بہت سارے نہ پہنچ سکتے لیکن قرآن کریم نے جس اللہ تعالیٰ کو اس کی کامل اور حسین صفات کے ساتھ ہمارے سامنے پیش کیا ہے ان صفات میں سے ایک بنیادی صفت اس کا رب ہونا ہے اور اسی صفت کو یہاں بیان کیا گیا ہے۔ یہ فرما کر کہ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوْسِكُمْ یہ جو جاننے والا ہے تمہاری ہر چیز کو، ظاہر و باطن کو، وہ رب ہے۔ اس نے تمہیں اس لئے پیدا کیا کہ اس کی ربوبیت کی صفت تمہاری زندگیوں میں جاری وساری ہے۔ اس کے لئے اس نے شریعت کو نازل کیا۔ ہم خوش

قسمت ہیں کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ ہمارے لئے اس نے آپ پر کامل شریعت نازل کی ایسی شریعت کہ جو ہماری زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والی اور ہر شعبہ کے اندھیروں کو دور کر کے نور پیدا کرنے والی، ہر شعبۂ زندگی میں ترقیات کے سامان پیدا کرنے والی اور ان تمام راہوں کو جن پر چل کر بندہ خدا کی رضا کی جنتوں کو حاصل کر سکتا ہے کھول کر بیان کرنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہارا رب ہوں اگر چاہو تو میری اس صفت سے فائدہ اٹھاؤ اور وہ اس طرح کہ ربوبیت کی خاطر میں نے جو ایک کامل شریعت کو نازل کیا ہے اس پر عمل پیرا ہو۔

پھر اس پر عمل پیرا ہونے کے عظیم الشان ثمر کی طرف توجہ دلانے کے لئے فرمایا اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ اگر تم صالح ہو گے، اعمالِ صالحہ بجالاؤ گے۔

اعمالِ صالحہ کے معنی ہیں شریعت کے ہر حکم پر موقع اور وقت کی مناسبت کے مطابق پوری شرائط کے ساتھ عمل کرنا۔ جو عمل ایسا ہے وہ اعمالِ صالحہ کے زمرہ میں داخل ہے۔ اسلام اور قرآن کریم کی اصطلاح میں صالح وہ ہے کہ جس پر وقتاً فوقتاً خدا تعالیٰ کے جو احکام لاگو ہوتے ہیں ان سارے احکام کو وہ موقع اور وقت کی مناسبت سے بجالائے۔ وقت کی مناسبت کے بارہ میں کوئی شبہ نہ رہنا چاہیئے۔ مثال کے طور پر ایک وقت نماز کا ہے۔ اس وقت باجماعت نماز پڑھنے کا حکم لاگو ہو گیا۔ زکوٰۃ کا حکم ہے وہ سال میں ایک دفعہ لاگو ہو گیا۔ روزے رکھنے کا حکم ہے وہ سال کے ایک مہینے میں لاگو ہو گیا۔ بشاشت اور مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ بھائیوں سے ملاقات کرنا اور ان کے ساتھ قولِ حسن سے بات کرنا۔ یہ ایسا حکم ہے کہ ہر وقت ہی لاگو ہے۔ جب دو آدمی ایک دوسرے سے ملیں اور ملاقات کریں جس وقت آدمی اکیلا ہو اس وقت یہ حکم لاگو نہیں ہوتا۔ لیکن جس وقت بھی اس کا ملاپ کسی دوسرے انسان سے ہوتا ہے یہ حکم لاگو ہو جاتا ہے کہ دکھ نہیں دینا کسی کو سکھ پہنچانا ہے ہمیشہ۔ بتا میں یہ رہا ہوں کہ ہر حکم ہر وقت انسان پر لاگو نہیں ہوتا۔ اسی لئے اعمالِ صالحہ کا یعنی با موقع اور مناسبِ حال کام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

پھر بتایا کہ اعمالِ صالحہ بجالانے کی کوششوں میں تمہاری ایک بنیادی کوشش اور بھی ہونی چاہیئے۔ اس بنیادی کوشش کی طرف اشارہ کرنے کے لئے اس آیت میں صالح کی تعریف کے

طور پر ایک لفظ زائد استعمال کیا گیا ہے۔ فرمایا فَاِنَّہٗ کَانَ لِلۡاَوَّابِیۡنَ غَفُوۡرًا پہلے تو یہ کہا کہ اِنۡ تَکُوۡنُوۡا صٰلِحِیۡنَ یعنی یہ کہ اگر تم صالح ہو آیت کے اگلے حصہ میں صالح کے لفظ کو چھوڑ کر اَوَّابِ کا لفظ لیا گیا ہے تا کہ یہ بتایا جائے کہ صالح کے معنی میں خدا تعالیٰ کی طرف بار بار رجوع کرنے کی اہمیت کو بھی ذہن میں حاضر رکھنا ضروری ہے کیونکہ انسان جب کوئی عمل کرتا ہے، تو ضروری نہیں کہ وہ عمل مقبول بھی ہو۔ ہزار گند ہیں جو ہمارے اعمال میں شامل ہو جاتے ہیں ہمیں ان کا علم بھی نہیں ہوتا لیکن رَبُّکُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا فِیۡ نُفُوۡسِکُمۡ ہمارے خدا تعالیٰ کو تو علم ہوتا ہے۔ اسی لئے توجہ دلائی کہ بار بار اس کی طرف رجوع کرو تا کہ تمہارے خیال میں جو اعمالِ صالحہ ہیں وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں بھی مقبول ہو جائیں یعنی اس کی نگاہ میں بھی وہ اعمال صالحہ قرار پائیں اور اس کے نتیجہ میں تمہیں رب کریم کی ربوبیت حاصل ہو اور ہر میدان میں تم اس کی رحمت کے سایہ تلے کامیابیوں کو اور اس کی رضا کو حاصل کرنے والے ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ ہمیں اوّاب بنائے۔ ہم میں وہ ہر وقت اپنی طرف رجوع کرنے کا احساس بھی پیدا کرے اور ہمیں اس کی توفیق بھی دے اور اس کے نتیجہ میں ہمارے اعمال خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر پورے طور پر منور شکل میں اس کے حضور پیش ہونے والے ہوں اور انہیں وہ اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ اللہ جو ہمارا رب ہے اور ہماری ربوبیت کے لئے اور ہماری ترقیات کے لئے، ہماری فلاح کے لئے، ہماری خوش حالیوں کے لئے اس نے جو سامان پیدا کیا ہے اس میں وہ خود ہماری انگلی پکڑ کے اپنے پیار کی راہوں پر ہمیں چلانے والا ہو اور اس کے فضلوں اور رحمتوں کو ہم حاصل کرنے والے ہوں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۳؍جولائی ۱۹۸۰ء صفحہ ۲، ۳)

❁❁❁